ایک غلطی کا ازالہ

از

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

ایک غلطی کا ازالہ

ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعویٰ اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جنکو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا اور نہ وہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنے معلومات کی تکمیل کر سکے۔ وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں کہ جو سراسر واقعہ کے خلاف ہوتا ہے۔ اس لئے باوجود اہلِ حق ہونے کے انکو ندامت اُٹھانی پڑتی ہے۔ چنانچہ چند روز ہوئے ہیں کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے۔ اس میں ایسے الفاظ رسول اور مُرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں۔ بلکہ اس وقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں اور براہین احمدیہ میں بھی جسکو طبع ہوئے بائیس برس ہوئے۔ یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں ہیں۔ چنانچہ وہ مکالمات الٰہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلّہٖ (دیکھو صفحہ ۴۹۸ براہین احمدیہ) اس میں صاف طور پر اس

عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے۔ پھر اسکے بعد اسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے۔ جری اللہ فی حلل الانبیاء یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلوں میں (دیکھو براہین احمدیہ ۵۰۴) پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے محمد رسول اللہ والذین معہٗ اشدّآء علی الکفار رحماء بینھم اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔ پھر یہ وحی اللہ ہے جو ص۵۵۷ براہین میں درج ہے" دنیا میں ایک نذیر آیا" اس کی دُوسری قرأت یہ ہے کہ دُنیا میں ایک نبی آیا۔ اسی طرح براہین احمدیہ میں اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا۔ سو اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرت تو خاتم النبیین ہیں۔ پھر آپ کے بعد اور نبی کس طرح آسکتا ہے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ بیشک اس طرح سے تو کوئی نبی نیا ہو یا پُرانا نہیں آسکتا۔ جس طرح سے آپ لوگ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو آخری زمانہ میں اُتارتے ہیں اور پھر اس حالت میں انکو نبی بھی مانتے ہیں۔ بلکہ چالیس برس تک سلسلہٗ وحی نبوت کا جاری رہنا اور زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ جانا آپ لوگوں کا عقیدہ ہے۔ بیشک ایسا عقیدہ تو معصیت ہے اور آیت ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین[1] اور حدیث لا نبی بعدی اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہے۔ لیکن ہم اس قسم کے عقاید کے سخت مخالف ہیں۔ اور ہم اس آیت پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں جو فرمایا کہ ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے جس کی ہمارے مخالفوں کو خبر نہیں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے۔ اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے۔ نبوّت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرۃ صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنا فی الرسول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے

[1] الاحزاب : ۴۱

اُس پر ظلّی طور پر وُہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوّت محمّدی کی چادر ہی اِس لئے
اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں کیونکہ وہ اپنی ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے چشمہ
سے لیتا ہے اور نہ اپنے لئے بلکہ اُسی کے جلال کیلئے۔ اسی لئے اس کا نام آسمان پر محمدؐ اور
احمدؐ ہے۔ اِسکے یہ معنی ہیں کہ محمدؐ کی نبوت آخر محمدؐ کو ہی ملی۔ گو بروزی طور پر مگر نہ کسی اور کو۔
پس یہ آیت کہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ
النَّبِيّٖنَ[1]۔ اِسکے معنی یہ ہیں کہ لیس محمد ابا احد من رجال الدنیا ولکن ھو ابٌ
لرجال الاٰخرۃ لانّہ خاتم النّبیّین۔ ولا سبیل الیٰ فیوض اللہ من غیر توسطہ۔
غرض میری نبوّت اور رسالت باعتبار محمدؐ اور احمدؐ ہونے کے ہے نہ میرے نفس کے رُو سے۔
اور یہ نام بحیثیت فنافی الرسول مجھے ملا ہے۔ لہٰذا خاتم النبیین کے مفہوم میں فرق نہ آیا۔
لیکن عیسےٰ کے اُترنے سے ضرور فرق آئے گا۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ نبی کے معنی لغت کے
رُو سے یہ ہیں کہ خدا کی طرف سے اطلاع پاکر غیب کی خبر دینے والا۔ پس جہاں یہ معنی
صادق آئیں گے نبی کا لفظ بھی صادق آئے گا۔ اور نبی کا رسول ہونا شرط ہی۔ کیونکہ اگر
وہ رسول نہ ہو تو پھر غیب مصفّی کی خبر اُسکو مل نہیں سکتی۔ اور یہ آیت روکتی ہی لَا يُظْهِرُ عَلٰى
غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ[2]۔ اب اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعد اِن معنوں کے رُو سے نبی سے اِنکار کیا جائے تو اِس سے لازم آتا ہی کہ یہ عقیدہ رکھا
جائے کہ یہ اُمّت مکالمات و مخاطبات الٰہیّہ سے بے نصیب ہے۔ کیونکہ جس کے ہاتھ پر
اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہونگے بالضرور اسپر مطابق آیت لَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ
کے مفہوم نبی کا صادق آئیگا۔ اِسی طرح جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا جائیگا اُسی کو
ہم رسول کہیں گے۔ فرق درمیان یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
قیامت تک ایسا نبی کوئی نہیں جسپر جدید شریعت نازل ہو۔ یا جسکو بغیر توسط
آنجنابؐ اور ایسی فنافی الرسول کی حالت کے جو آسمان پر اس کا نام محمدؐ اور احمدؐ

[1] الاحزاب: ۴۱ [2] الجن: ۲۷-۲۸

رکھا جائے۔ یونہی نبوت کا لقب عنایت کیا جائے۔ ومن ادعیٰ فقد کفر۔ اِس میں اصل بھید یہی ہے کہ خاتم النبیّین کا مفہوم تقاضا کرتا ہے کہ جب تک کوئی پردہ مغائرت کا باقی ہے اس وقت تک اگر کوئی نبی کہلائے گا تو گویا اُس مُہر کو توڑنے والا ہوگا جو خاتم النبیّین پر ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اُسی خاتم النبیین میں ایسا گُم ہو کہ بباعث نہایت اتّحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمّدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہوگیا ہو تو وُہ بغیر مُہر توڑنے کے نبی کہلائے گا۔ کیونکہ وہ محمّد ہے گو ظلّی طور پر۔ پس باوجود اس شخص کے دعوے نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمّد اور احمدؐ رکھا گیا پھر بھی سیدنا محمّد خاتم النبیین ہی رہا کیونکہ یہ محمّد ثانی اُسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور اُسی کا نام ہے مگر عیسیٰ بغیر مہر توڑنے کے آ نہیں سکتا۔ کیونکہ اس کی نبوت ایک الگ نبوّت ہے۔ اور اگر بروزی معنوں کے رُو سے بھی کوئی شخص نبی اور رسول نہیں ہوسکتا تو پھر اس کے کیا معنی ہیں کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم *۔ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ ان معنوں کے رُو سے مجھے نبوّت اور رسالت سے انکار نہیں ہے۔ اِسی لحاظ سے صحیح مسلم میں بھی مسیح موعود کا نام نبی رکھا گیا۔ اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اُس کو پکارا جائے۔ اگر کہو اِس کا نام محدّث رکھنا چاہیئے۔ تو میں کہتا ہوں تحدیث کے معنی کسی لُغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے مگر نبوّت کے معنی اظہار امر غیب ہے۔ اور نبی

* یہ ضرور یاد رکھو کہ اِس اُمّت کیلئے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائیگی جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے ہیں۔ پس منجملہ ان انعامات کے وُہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں جنکے رُو سے انبیاء علیہم السّلام نبی کہلاتے رہے لیکن قرآن شریف بجز نبی بلکہ رسول ہونے کے دُوسروں پر علوم غیب کا دروازہ بند کرتا ہے جیسا کہ آیت لَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ[ك] سے ظاہر ہے۔ پس مصفّٰی غیب پانے کیلئے نبی ہونا ضروری ہوا۔ اور آیت اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ گواہی دیتی ہے کہ اس مصفّٰی غیب سے یہ اُمّت محروم نہیں اور مصفّٰی غیب حسب منطوق آیت نبوّت اور رسالت کو چاہتا ہے اور وُہ طریق براہ راست بند ہے اسلئے ماننا پڑتا ہے کہ اِس موہبت کیلئے محض بروز اور ظلّیت اور فنا فی الرسول کا دروازہ کھلا ہے۔ منہ

ك الجن: ۲۷-۲۸

ایک لفظ ہے جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے یعنی عبرانی میں اس لفظ کو نابی کہتے ہیں اور یہ لفظ نابا سے مشتق ہے جس کے یہ معنی ہیں۔ خدا سے خبر پاکر پیشگوئی کرنا۔ اور نبی کیلئے شارع ہونا شرط نہیں ہے۔ یہ صرف موہبت ہے جس کے ذریعہ سے امور غیبیہ کھلتے ہیں۔ پس میں جب کہ اس مدّت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پاکر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہوگئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کرسکتا ہوں۔ اور جب کہ خود خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں۔ تو میں کیونکر ردّ کروں یا اُس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں۔ مجھے اُس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اُس نے **مسیح موعود** بناکر مجھے بھیجا ہے۔ اور میں جیساکہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں۔ ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرّہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی۔ جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے۔ اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہوکر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اُسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔ میرے لئے زمین نے بھی گواہی دی اور آسمان نے بھی۔ اس طرح پر میرے لئے آسمان بھی بولا اور زمین بھی کہ میں **خلیفۃ اللہ** ہوں۔ مگر پیشگوئیوں کے مطابق ضرور تھا کہ انکار بھی کیا جاتا۔ اس لئے جن کے دلوں پر پردے ہیں وہ قبول نہیں کرتے۔ میں جانتا ہوں کہ ضرور خدا میری تائید کریگا جیساکہ وہ ہمیشہ اپنے رسولوں کی تائید کرتا رہا ہے۔ کوئی نہیں جو میرے مقابل پر ٹھہر سکے۔ کیونکہ خدا کی تائید اُن کے ساتھ نہیں۔ اور جس جس جگہ میں نے نبوّت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے

باطنی فیوض حاصل کرکے اور اپنے لئے اُس کا نام پاکر اُس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علمِ غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اِس طور کا نبی کہلانے سے مَیں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کرکے پکارا ہے۔ سو اَب بھی مَیں اِن معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا اور میرا یہ قول

"من نیستم رسُول و نیاوردہ ام کتاب"

اِس کے معنی صرف اِس قدر ہیں کہ مَیں صاحبِ شریعت نہیں ہوں۔ ہاں یہ بات بھی ضرور یاد رکھنی چاہیئے اور ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ مَیں باوجود نبی اور رسول کے لفظ سے پکارے جانے کے خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں کہ یہ تمام فیوض بلاواسطہ میرے پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا رُوحانی افاضہ میرے شامل حال ہے یعنی **مُحَمَّدْ مُصْطَفٰی** صلی اللہ علیہ وسلم۔ اِس واسطہ کو ملحوظ رکھکر اور اس میں ہوکر اور اسکے نام محمدؐ اور احمدؐ سے مسمّٰی ہوکر مَیں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں۔ یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی۔ اور اِس طور سے خاتم النّبیین کی مُہر محفوظ رہی۔ کیونکہ مَیں نے انعکاسی اور ظلّی طور پر محبّت کے آئینہ کے ذریعہ سے وُہی نام پایا۔ اگر کوئی شخص اِس وحی الٰہی پر ناراض ہو کہ کیوں خدا تعالیٰ نے میرا نام نبی اور رسول رکھا ہے تو یہ اُسکی حماقت ہے۔ کیونکہ میرے نبی اور رسول ہونے سے خدا کی مُہر نہیں ٹوٹتی*۔ یہ بات ظاہر ہے کہ جیساکہ مَیں اپنی نسبت کہتا ہوں کہ خُدا نے مجھے رسول اور نبی کے نام سے پکارا ہے۔ ایسا ہی

* یہ کیسی عمدہ بات ہے کہ اِس طریق سے نہ تو خاتم النّبیین کی پیشگوئی کی مُہر ٹُوٹی اور نہ اُمّت کے کُل افراد مفہوم نبوّت سے جو لَا یُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ[1] کے مطابق ہے محروم رہے مگر حضرت عیسٰی کو دوبارہ اُتارنے سے جن کی نبوّت اسلام سے چھ سَو برس پہلے قرار پا چکی ہے۔ اسلام کا کچھ باقی نہیں رہتا۔ اور آیت خاتم النّبیین کی صریح تکذیب لازم آتی ہے۔ اِس کے مقابل پر ہم صرف مخالفوں کی گالیاں سُنیں گے۔ سو گالیاں دیں۔ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۔[2]

[1] الجن : ۲۷ [2] الشعراء : ۲۲۸

میرے مخالف حضرت عیسٰی ابن مریمؑ کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ اور چونکہ وہ نبی ہیں اس لئے اُنکے آنے پر بھی وہی اعتراض ہوگا جو مجھ پر کیا جاتا ہے۔ یعنی یہ کہ خاتم النبیین کی مُہرِ ختمیت ٹوٹ جائے گی۔ مگر مَیں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو در حقیقت خاتم النبیین تھے مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارے جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مُہرِ ختمیت ٹوٹتی ہے۔ کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ بروزی طور پر وُہی نبی خاتم الانبیاء ہوں۔ اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمدؐ اور احمدؐ رکھا ہے۔ اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود قرار دیا ہے۔ پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا۔ کیونکہ ظلّ اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ اور چونکہ مَیں ظلّی طور پر محمد ہوں صلی اللہ علیہ وسلم پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی۔ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمدؐ تک ہی محدود رہی۔ یعنی بہرحال محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی رہے نہ اور کوئی۔ یعنی جب کہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالاتِ محمدی مع نبوتِ محمدیہ کے میرے آئینۂ ظلّیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ بھلا اگر مجھے قبول نہیں کرتے تو یوں سمجھ لو کہ مہدی موعود خَلق اور خُلق میں ہمرنگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا اور اُس کا اسم آنجنابؐ کے اسم سے مطابق ہوگا۔ یعنی اس کا نام بھی محمدؐ اور احمدؐ ہوگا اور اُس کے اہلبیت میں سے ہوگا※ اور بعض حدیثوں میں ہے کہ مجھ میں سے ہوگا۔ یہ عمیق اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ وہ روحانیت کے رُو سے اسی نبی میں سے نکلا ہوگا اور اسی کی رُوح کا روپ ہوگا۔ اس پر نہایت قوی قرینہ یہ ہے کہ جن الفاظ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلق بیان کیا۔ یہاں تک کہ دونوں کے نام ایک کر دیئے ان الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس موعود کو اپنا بروز بیان فرمانا چاہتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کا یشوعا بعد تھا۔ اور بروز

※ حاشیہ۔ یہ بات میرے اجداد کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک دادی ہماری شریف خاندان ساداتؔ سے اور بنی فاطمہ میں سے تھی۔ اسکی تصدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کی اور خواب میں مجھے فرمایا کہ سلمان منّا اھل البیت علٰی مشرب الحسن میرا نام سلمان رکھا یعنی دو سِلم۔ اور سِلم عربی میں صلح کو کہتے ہیں یعنی مقدر ہے کہ دو صلح میرے ہاتھ پر ہوں گی۔ ایک اندرونی جو اندرونی بغض اور عناد کو دور کرے گی۔ دوسری بیرونی کہ جو بیرونی عداوت کے وجوہ کو پامال کر کے اور اسلام کی عظمت

ؔ الجمعۃ : ۴

کے لئے یہ ضرور نہیں کہ بروزی انسان صاحبِ بروز کا بیٹا یا نواسہ ہو۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ روحانیت کے تعلقات کے لحاظ سے شخص موردِ بروز صاحبِ بروز میں سے نکلا ہوا ہو۔ اور ازل سے باہمی کشش اور باہمی تعلق درمیان ہو۔ سو یہ خیال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ معرفت کے سراسر خلاف ہے کہ آپ اس بیان کو تو چھوڑ دیں جو اظہارِ مفہوم بروز کیلئے ضروری ہے۔ اور یہ امر ظاہر کرنا شروع کر دیں کہ وہ میرا نواسہ ہوگا۔ بھلا نواسہ ہونے سے بروز کو کیا تعلق۔ اور اگر بروز کیلئے یہ تعلق ضروری تھا۔ تو فقط نواسہ ہونے کی ایک ناقص نسبت کیوں اختیار کی گئی، بیٹا ہونا چاہیئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام پاک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کے باپ ہونے کی نفی کی ہے لیکن بروز کی خبر دی ہے۔ اگر بروز صحیح نہ ہوتا۔ تو پھر آیت وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ میں ایسے موعود کے رفیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کیوں ٹھہرتے اور

بقیہ حاشیہ

دکھا کر غیر مذاہب والوں کو اسلام کی طرف جھکا دیگی معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں جو سلمان آیا ہے اس سے بھی میں مراد ہوں۔ ورنہ اس سلمان پر دو صلح کی پیشگوئی صادق نہیں آتی۔ اور میں خدا سے وحی پاکر کہتا ہوں کہ میں بنی فارس میں سے ہوں اور بموجب اس حدیث کے جو کنز العمال میں درج ہے بنی فارس بھی بنی اسرائیل اور اہلبیت میں سے ہیں اور حضرت فاطمہؓ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں۔ چنانچہ یہ کشف براہین احمدیہ میں موجود ہے۔* منہ

* براہین احمدیہ میں یہ کشف انہی الفاظ سے درج ہے۔ "اور ایسا ہی الہام متذکرہ بالا میں جو آلِ رسول پر درود بھیجنے کا حکم ہے۔ سو اس میں سِر یہی ہے کہ افاضہ انوار الٰہی میں محبت اہل بیت کو بھی نہایت عظیم دخل ہے اور جو شخص حضرت احدیت کے مقربین میں داخل ہوتا ہے وہ انہیں طیبین طاہرین کی وراثت پاتا ہے۔ اور تمام علوم و معارف میں ان کا وارث ٹھہرتا ہے۔ اس جگہ ایک نہایت روشن کشف یاد آیا اور وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ نماز مغرب کے بعد عین بیداری میں ایک تھوڑی سی غیبت حس سے جو خفیف سے نشاء سے مشابہ تھی ایک عجیب عالم ظاہر ہوا کہ پہلے یکدفعہ چند آدمیوں کے جلد جلد آنے کی آواز آئی جیسی بسرعت چلنے کی حالت میں پاؤں کی جوتی اور موزہ کی آواز آتی ہے۔ پھر اسی وقت پانچ آدمی نہایت وجیہ اور مقبول اور خوبصورت سامنے آگئے۔ یعنی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت علیؓ و حسنینؓ و فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اور ایک نے ان میں سے اور ایسا یاد پڑتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نہایت محبت اور شفقت سے مادر مہربان کی طرح اس عاجز کا سر اپنی ران پر رکھ لیا۔ پھر بعد اس کے ایک کتاب مجھ کو دی گئی جس کی نسبت یہ بتلایا گیا کہ یہ تفسیر قرآن ہے جس کو علیؓ نے تالیف کیا ہے۔ اور اب علیؓ وہ تفسیر تجھ کو دیتا ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔ (براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۳ و ۵۰۴ حاشیہ در حاشیہ ۳)

نفی بروز سے اِس آیت کی تکذیب لازم آتی ہے۔ جسمانی خیال کے لوگوں نے کبھی اس موعود کو حسنؓ کی اولاد بنایا اور کبھی حسینؓ کی اور کبھی عباسؓ کی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف یہ مقصود تھا کہ وہ فرزندوں کی طرح اُس کا وارث ہوگا۔ اُس کے نام کا وارث۔ اُس کے خُلق کا وارث۔ اُس کے علم کا وارث۔ اُس کی رُوحانیت کا وارث۔ اور ہر ایک پہلو سے اپنے اندر اُس کی تصویر دِکھلائے گا۔ اور وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ سب کچھ اُس سے لیگا اور اُس میں فنا ہو کر اُس کے چہرے کو دِکھائیگا۔ پس جیسا کہ ظلّی طور پر اُس کا نام لیگا۔ اُس کا خُلق لیگا۔ اُس کا علم لیگا۔ ایسا ہی اُس کا نبی لقب بھی لیگا۔ کیونکہ بروزی تصویر پُوری نہیں ہو سکتی جبتک کہ یہ تصویر ہر ایک پہلو سے اپنے اصل کے کمال اپنے اندر نہ رکھتی ہو۔ پس چونکہ نبوّت بھی نبی میں ایک کمال ہے۔ اِسلئے ضروری ہے کہ تصویر بروزی میں وہ کمال بھی نمودار ہو۔ تمام نبی اِس بات کو مانتے چلے آئے ہیں کہ وجود بروزی اپنے اصل کی پُوری تصویر ہوتی ہے۔ یہانتک کہ نام بھی ایک ہو جاتا ہے۔ پس اِس صُورت میں ظاہر ہے کہ جس طرح بروزی طور پر محمدؐ اور احمدؐ نام رکھے جانے سے دو محمدؐ اور دو احمدؐ نہیں ہوگئے اِسی طرح بروزی طور پر نبی یا رسول کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ خاتم النبیین کی مُہر ٹُوٹ گئی۔ کیونکہ وجود بروزی کوئی الگ وجود نہیں۔ اِس طرح پر تو محمدؐ کے نام کی نبوّت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک ہی محدود رہی۔ تمام انبیاء علیہم السلام کا اِس پر اتفاق ہے کہ بروز میں دُوئی نہیں ہوتی۔ کیونکہ بروز کا مقام اِس مضمون کا مصداق ہوتا ہے کہ

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

لیکن اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دُنیا میں آئے تو بغیر خاتم النبیین کی مُہر توڑنے کے کیونکر دُنیا میں آسکتے ہیں۔ غرض خاتم النبیین کا لفظ ایک الٰہی مُہر ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

کی نبوت پر لگ گئی ہے۔ اب ممکن نہیں کہ کبھی یہ مُہر ٹوٹ جائے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دُنیا میں بروزی رنگ میں آجائیں اور بروزی رنگ میں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی اظہار کریں۔ اور یہ بروز خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک قرار یافتہ عہدہ تھا جیساکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ۔[۱] اور انبیاء کو اپنے بروز پر غیرت نہیں ہوتی۔ کیونکہ وُہ انہی کی صُورت اور انہی کا نقش ہے۔ لیکن دُوسرے پر ضرور غیرت ہوتی ہے۔ دیکھو حضرت مُوسیٰؑ نے معراج کی رات جب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُنکے مقام سے آگے نکل گئے تو کیونکر رو رو کر اپنی غیرت ظاہر کی۔ تو پھر جس حالت میں خُدا تو فرمائے کہ تیرے بعد کوئی اور نبی نہیں آئیگا اور پھر اپنے فرمودہ کے برخلاف عیسےٰ کو بھیجدے تو پھر کس قدر یہ فعل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دلآزاری کا موجب ہوگا۔ غرض بروزی رنگ کی نبوت سے ختم نبوت میں فرق نہیں آتا اور نہ مُہر ٹوٹتی ہے۔ لیکن کسی دُوسرے نبی کے آنے سے اِسلام کی بیخکنی ہوجاتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اِسمیں سخت اہانت ہے کہ عظیم الشّان کام دجّال کشی کا عیسےٰ سے ہُوا نہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے۔ اور آیت کریمہ وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ[۲] نعوذ باللہ اِس سے جھوٹی ٹھہرتی ہے اور اِس آیت میں ایک پیشگوئی مخفی ہے اور وُہ یہ کہ اب نبوت پر قیامت تک مُہر لگ گئی ہے اور بجز بروزی وجود کے جو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے کسی میں یہ طاقت نہیں جو کُھلے کُھلے طور پر نبیوں کی طرح خُدا سے کوئی علمِ غیب پاوے۔ اور چونکہ وُہ بروز محمّدی جو قدیم سے موعود تھا۔ وُہ مَیں ہوں۔ اِسلئے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی اور اِس نبوت کے مقابل پر اب تمام دُنیا بے دست و پا ہے۔ کیونکہ نبوت پر مُہر ہے۔ ایک بروز محمّدی جمیع کمالاتِ محمّدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کیلئے مُقدر تھا۔ سو وُہ ظاہر ہوگیا۔ اب بجز اِس کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی نبوت کے چشمہ سے پانی لینے کیلئے باقی نہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ بروزی طور کی نبوت اور رسالت سے ختمیت کی مُہر نہیں ٹوٹتی اور حضرت عیسیٰ کے نزول کا خیال جو مستلزم تکذیب آیت وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ہے وُہ ختمیت کی مُہر کو توڑتا ہے اور اِس فضول اور خلاف عقیدہ کا تو قرآن شریف میں نشان نہیں اور کیونکر ہو سکتا کہ وُہ آیت ممدوحہ بالا کے صریح خلاف ہے لیکن ایک بروزی نبی اور رسول کا آنا قرآن شریف سے

[۱] الجمعۃ : ۴ [۲] الاحزاب : ۴۱

ثابت ہو رہا ہے جیسا کہ آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ[1] سے ظاہر ہے۔ اِس آیت میں ایک لطافتِ بیان یہ ہے کہ اس گروہ کا ذکر تو اس میں کیا گیا جو صحابہؓ میں سے ٹھہرائے گئے۔ لیکن اس جگہ اس موردِ بروز کا بتصریح ذکر نہیں کیا یعنی مسیح موعود کا جس کے ذریعہ سے وہ لوگ صحابہ ٹھہرے اور صحابہؓ کی طرح زیر تربیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سمجھے گئے۔ اِس ترکِ ذکر سے یہ اشارہ مطلوب ہے کہ موردِ بروز حکم نفی وجود کا رکھتا ہے اِس لئے اُسکی بروزی نبوت اور رسالت سے مُہرِ ختمیت نہیں ٹوٹتی۔ پس آیت میں اسکو ایک وجود منفی کی طرح رہنے دیا اور اسکے عوض میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کر دیا ہے۔ اور اسی طرح آیت اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْکَوْثَرَ[1] میں ایک بروزی وجود کا وعدہ دِیا گیا جسکے زمانہ میں کوثر ظہور میں آئیگا یعنی دینی برکات کے چشمے بہہ نکلیں گے۔ اور بکثرت دُنیا میں سچے اہلِ اسلام ہو جائیں گے۔ اِس آیت میں بھی ظاہری اولاد کی ضرورت کو نظرِ تحقیر سے دیکھا اور بروزی اولاد کی پیشگوئی کی گئی۔ اور گو خدا نے مجھے یہ شرف بخشا ہے کہ مَیں اسرائیلی بھی ہوں اور فاطمی بھی۔ اور دونوں خونوں سے حصہ رکھتا ہوں لیکن مَیں رُوحانیت کی نسبت کو مقدم رکھتا ہوں جو بروزی نسبت ہے۔ اب اس تمام تحریر سے مطلب میرا یہ ہے کہ جاہل مخالف میری نسبت الزام لگاتے ہیں کہ یہ شخص نبی یا رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے مجھے ایسا کوئی دعویٰ نہیں۔ مَیں اِس طور سے جو وہ خیال کرتے ہیں نہ نبی ہوں نہ رسول ہوں۔ ہاں مَیں اِس طور سے نبی اور رسول ہوں جس طور سے ابھی مَیں نے بیان کیا ہے۔ پس جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے جو دعویٰ نبوت اور رسالت کا کرتے ہیں وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے۔ مجھے بروزی صُورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اور اسی بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا مگر بروزی صورت میں۔ میرا نفس درمیان نہیں ہے۔ بلکہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اِسی لحاظ سے میرا نام محمدؐ اور احمدؐ ہوا۔ پس نبوت اور رسالت کسی دُوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمدؐ کی چیز محمدؐ کے پاس ہی رہی۔ علیہ الصلوٰۃ والسّلام۔

خاکسار میرزا غلام احمدؐ از قادیان

۵ر نومبر ۱۹۰۱ء

[1] الجمعۃ: ۴ ۔ ۲ الکوثر: ۲